Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ

الفضل ربوہ

ایڈیٹر: نسیم سیفی

فون ۴۴۹

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۵/۴۰ | بدھ ۶ شوال ۱۴۱۰ھ، ۲ ہجرت ۱۳۶۹ ہش، ۲ مئی ۱۹۹۰ء | نمبر ۹۸

رُوحانی مضمون پانے کا طریق

"اپنے نفس پر بلاوجہ اعتماد کرتے ہوئے اور تکبّر کا رنگ اختیار کرتے ہوئے رُوحانی مضمونوں کو تم نہیں پا سکتے۔ تمہارے لئے ضروری ہے کہ انکسار اختیار کرو۔ عاجزی اختیار کرو"

(ارشاد سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ
الفضل ۷ فروری ۱۹۹۰ء صہ ۵)

ارشاداتِ عالیہ سیّدنا حضرتِ اقدس بانیٔ سِلسلہ عالیہ احمدیہ

"ممکن ہے کہ بعض لوگ یہاں ایسے ہوں کہ جو شیطان کے وجود ہی سے منکر ہوں لیکن مَیں کہتا ہوں کہ اس کے وجود سے انکار بھی نادانی ہے۔ کیا وہ مشاہدہ نہیں کرتے کہ انسان میں دو قوتیں موجود ہیں۔ بیٹھے بیٹھے ایک لہر اس کے دل میں آتی ہے کہ نیکی کروں اور اکثر اوقات وہ اس کا ایسا پابند ہو جاتا ہے کہ بلا اس کے تقاضا ادا کئے کے رہ ہی نہیں سکتا۔ اور اسی طرح کبھی اس کے دل میں ایسی لہر آتی ہے جو کہ بدی کیطرف رغبت دلاتی ہے اور وہ گھر سے اٹھ کر کنجروں کی طرف چلا جاتا ہے۔ پس یہ قوتیں ہیں جن میں سے بدی کے محرّک کا نام شیطان رکھ لو۔ انسان کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ ابتدائی مراحل میں ہر ایک شئے کی حقیقت کو سمجھ لیوے۔ جیسے جیسے بتدریج اس کی معرفت ترقی کرتی ہے۔ ویسے ویسے وہ باریک در باریک امور کو سمجھتا جاتا ہے۔ آسمان کے ستاروں کو دیکھو کہ وہ اوّل سوائے نقطوں کے اور کچھ معلوم نہیں ہوتے۔ مگر جب انہی نقطوں کو دوربینوں سے دیکھا جاوے تو کس قدر عجائبات معلوم ہوتے ہیں اور سابقہ معرفت اس کے آگے ہیچ نظر آتی ہے اور انسان کو شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔ کہ مَیں نے ان کو نقطہ کیوں سمجھا۔ ایسے ہی شیطان اور فرشتے کے وجود کا حال ہے کہ ان کو اوّل نقطوں کی طرح ماننا پڑتا ہے اور پھر اس دوربین سے جو انبیاءؑ لے کر آتے ہیں دیکھا جاوے تو ان کی اصل حقیقت معلوم ہوتی ہے"

(ملفوظات جلد ہفتم صہ ۱۳۳)

اسیر راہِ مولا محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب سنٹرل جیل گوجرانوالہ سے آمدہ ایک پیغام کے ذریعے احباب جماعت کو سلام کہتے ہیں اور دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ محترم مولانا صاحب اور ان کے دیگر ۹ ساتھی جیل میں بخیریت ہیں۔ احباب کرام دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ سب اسیرانِ راہِ مولا کا حامی و ناصر ہو اور ان کی بخیریت رہائی کے سامان پیدا کرے۔

درخواست دُعا

○ محترمہ اہلیہ صاحبہ مکرم عبدالرحمٰن خان صاحب بنگالی سابق مربّی امریکہ بعارضہ قلب شدید بیمار ہیں۔

○ مکرم محمد نواز صاحب مومن عرصہ ڈیڑھ ماہ سے بیمار ہیں اور فضل عمر ہسپتال میں داخل ہیں۔

○ مکرم لطیف احمد صاحب مغلپورہ لاہور کی اہلیہ صاحبہ کا پیٹ کا میجر اپریشن ہوا ہے اور رسولی نکالی گئی ہے۔

○ مکرم ہدایت اللہ صاحب صدر جماعت احمدیہ مسن باڑہ ضلع لاڑکانہ بعض پریشانیوں میں مبتلاء ہیں۔

○ مکرم شریف احمد صاحب بھیروی حال فیصل آباد شدید بیمار ہیں۔

احباب سے ان کی صحت کاملہ اور درازیٔ عمر کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

اپنے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کتنی محبت جوش میں آئے گی؟ ایک پُر امن پُر سکون، اخوت والا، محبت والا، پیار والا معاشرہ قائم ہو جائے گا جس پر دنیا رشک کرنے لگے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۷ دسمبر ۱۹۶۵ء)

ایک حسین مُعاشرہ کے قیام کیلئے ہماری اہم ذِمّہ داری

ارشادات سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو

"احمدیوں میں عام طور پر یہ احساس پایا جاتا ہے کہ کوئی احمدی بھوکا نہ رہے لیکن میرا احساس یہ ہے کہ ابھی اس حکم پر کما حقہٗ عمل نہیں ہو رہا۔ اس لئے آج میں ہر ایک کو جو ہماری کسی جماعت کا عہدیدار ہے متنبہ کرنا چاہتا ہوں کہ وہ ذمہ دار ہے۔ اس بات کا کہ اس کے علاقہ میں کوئی احمدی بھوکا نہیں سوتا۔ دیکھو میں یہ کہہ کر اپنے فرض سے سبکدوش ہوتا ہوں کہ آپ کو خدا کے سامنے جواب دہ ہونا پڑے گا۔ اگر کسی وجہ سے آپ کا محلہ یا جماعت اس محتاج کی مدد کرنے کے قابل نہ ہو تو آپ کا فرض ہے کہ مجھے اطلاع دیں میں اپنے رب سے اُمید رکھتا ہوں کہ وہ مجھے توفیق دے گا کہ میں ایسے ضرورت مندوں کی ضرورتیں پوری کر دوں ...... یہ ایک بڑی اہم ذمہ داری ہے۔ آپ کا فرض ہے کہ آپ اس کو ہر وقت یاد رکھیں اور اس کے متعلق ہر وقت سوچتے رہیں کیونکہ یہ ایک ایسی بات ہے جس پر عمل کرنے سے بڑے خوش کن نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔ وہ قوم جس کے ہر فرد کو معلوم ہو کہ میری ذمہ داری ساری قوم نے اپنے سر پہ اٹھائی ہوئی ہے۔ اس کے دل میں کتنا سکون اور کتنا اطمینان ہوگا اور اپنے رب کی حمد کے کتنے گہرے جذبات اس کے دل میں موجزن ہوں گے اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ | پبلشر :۔ آغا سیف اللہ ، پرنٹر : قاضی منیر احمد
مطبع :۔ ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت :۔ دار النصر غربی، ربوہ | قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

۲، ہجرت ۱۳۶۹ ہش ۲، مئی ۱۹۹۰ء

سڑکوں کے آداب

اگر لوگوں نے صرف پیدل ہی چلنا ہو تو سڑکوں کی کیا ضرورت ہے۔ پہلے اس طرح کی سڑکیں کہاں ہوتی تھیں۔ چھوٹے چھوٹے کچے راستے یا پگڈنڈیاں اور لوگ آرام اور اطمینان سے ان پر چلتے تھے۔ نہ ٹکرانے کا ڈر نہ جان جانے کا خوف۔ لیکن زمانہ بدل گیا۔ تانگے رکشے گاڑیاں آ گئیں تو سڑکوں کی ضرورت پڑ گئی۔ اسے ٹریفک کہتے ہیں اور ٹریفک جتنی زیادہ ہو سڑکیں اتنی ہی کشادہ کرنے کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ یہ سڑکیں ہوتی ہی ٹریفک کے لئے ہیں۔ اسی لئے تو ان سڑکوں کے دونوں طرف یا کم از کم ایک طرف ایک چھوٹا سا راستہ بنا دیتے ہیں جسے فٹ پاتھ کہتے ہیں۔ یہ ہوتا ہے پیدل چلنے والوں کے لئے۔ اگر سڑکیں ٹریفک کے استعمال میں ہوں اور فٹ پاتھ پیدل چلنے والوں کے۔ تو یقیناً دونوں آرام میں رہیں۔ تصادم بالکل بھی نہ ہو۔ اگر ٹریفک فٹ پاتھ پر آ جائے تو جان کا نقصان اور اگر پیدل لوگ سڑک کے بیچوں بیچ چلنے لگیں تو بھی جان کا نقصان۔

حقیقت یہ ہے کہ سڑکیں بننے کے بعد کچھ آداب ہیں۔ راستے کے آداب۔ جن کو ملحوظ رکھنا نہایت ضروری ہے۔ نہ صرف سڑکوں یا فٹ پاتھ پر سیدھے چلنے کے لئے بلکہ سڑک کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے جانے کے لئے بھی آداب ہیں۔ اور ان کو ملحوظِ خاطر رکھنا ہی ہماری حفاظت کا ضامن ہے۔

اگر آرام آرام سے ساری گاڑیاں چلیں تو سب کے لئے آرام کا باعث ہو۔ لیکن کہتے ہیں کہ سٹیرنگ ہاتھ میں ہو تو نشہ سا آنے لگتا ہے۔ تیز۔ اور تیز۔ اور تیز۔ آگے جو گاڑی ہے اس سے آگے نکلنے کا جذبہ دل میں مچلنے لگتا ہے۔ سرخ بتی ہو تو ٹھہرنے کو جی نہیں چاہتا۔ سرخ بتی پر گاڑیاں کھڑی ہوں تو چلنے کا اشارہ ملتے ہی بیسویں گاڑی بھی ہارن بجانے لگتی ہے کہ جلدی چلو حالانکہ اگلی گاڑیاں چلیں گی تو آپ کی باری آئے گی نا۔ لیکن بہت سے لوگ اس بات کا خیال نہیں رکھتے۔

سڑکوں پر ایک اور منظر بھی اکثر دیکھنے میں آتا ہے اور وہ یہ ہے کہ خواتین آرام آرام سے چل رہی ہوتی ہیں اور بغیر پیچھے دیکھے کہ کوئی سائیکل یا گاڑی تو نہیں آ رہی دائیں یا بائیں مڑ جاتی ہیں۔ سائیکل ہے تو زور سے بریک لگانی پڑتی ہے اور گاڑی ہے تو اور بھی زیادہ مشکل پیش آتی ہے۔ اگر وہ ایک نظر پیچھے دیکھ لیا کریں تو یقیناً ان کیلئے بھی مفید ہو اور ٹریفک کو بھی آسانی رہے۔ ساری بات کہنے کا مقصد یہ ہے کہ سڑکوں کے بھی آداب ہوتے ہیں۔ ان کا خیال رکھئے۔

دوست محمد شاہد سب کے دوست ہیں سب کے بھائی
سب کے دل میں بستے ہیں وہ ہیں ایسے ہر جائی
ان کی باتیں بن پوچھے گھر کر جاتی ہیں دل میں
عالم، فاضل، اور مؤرخ، ہم ان کے شیدائی

ابوالاقبال

میں پیرہنِ چاک کو سلنے نہیں دیتا
زخموں کے کھلے ہونٹوں کو ملنے نہیں دیتا

کانٹوں کو تو ملتی ہے عقیدت کی گواہی
کلیوں کو مگر باغ میں کھلنے نہیں دیتا

جو پیار کے پُتلے ہیں چلے جاتے ہیں وہ دور
جو دشمنِ جاں ہیں انہیں ہلنے نہیں دیتا

کرتا تو ہے تلقین محبت کی وہ لیکن
دل، دل سے جو ملتے ہیں تو ملنے نہیں دیتا

میں ایسا کھلاڑی ہوں کہ ہُوں مات کا ماہر
گولی عجب انداز سے چلنے نہیں دیتا

میں خوش ہوں مرا درد ہے اک دردِ مسلسل
آہوں کو اثر سے کبھی ملنے نہیں دیتا

اُترا ہے کوئی عرش سے ٹھہرا ہے لبِ بام
تُو ہے کہ مجھے اُس سے بھی ملنے نہیں دیتا

یوں تو ہے نسیم ایک زمانے کا رفوگر
اپنا ہو گریبان تو سلنے نہیں دیتا

نسیم سیفی

کہیں ویران ہو نہ میرے بعد
اس کی رونق کا میں سوالی ہوں
کتنی پنجرے کی فکر ہے مجھ کو
کتنا حساس یرغمالی ہوں

عبدالکریم قدسی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی رہے)

تلقینِ عمل

مجھے بتایا گیا ہے کہ عہد دہراتے وقت خدام اٹن شن کی پوزیشن میں کھڑے ہونگے اور اس کے بعد ان کی پوزیشن "سٹینڈ ایٹ ایز" کی ہوگی۔ لیکن ہاتھ بجائے پیچھے باندھنے کے سامنے اور ناف کے نیچے اس طرح باندھے ہوں گے کہ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر ہو اور ساتھ ہی یہ تجویز پاس کی گئی ہے کہ خدام ننگے سر نہ ہوں۔ ننگے سر کھڑا ہونا (دینی) طریق نہیں۔ یورپ میں احترام کے طور پر ٹوپی اتارنے کا رواج ہے وہی رواج ان کی نقل میں (یہاں آگیا ہے) حالانکہ دین میں بجائے ٹوپی اتارنے کے ٹوپی سر پر رکھنے کا رواج ہے۔ دین نے یہ پسند کیا ہے کہ نماز وغیرہ کے مواقع پر سر پر ٹوپی یا پگڑی رکھی جائے سر ننگا نہ ہو عورتوں کے متعلق علماء میں یہ اختلاف پایا جاتا ہے کہ اگر ان کے سر کے اگلے بال ننگے ہوں۔ تو آیا ان کی نماز ہو جاتی ہے یا نہیں اکثر کا یہی خیال ہے کہ اگر اگلے بال ننگے ہوں تو نماز نہیں ہوتی۔ لیکن اس کے برخلاف یورپ میں سر ننگا رکھنے کا رواج ہے۔ ہمارے نوجوانوں کو چاہیے کہ وہ اس قسم کے مواقع پر ننگے سر کھڑے نہ ہوں۔ اگر ان کے پاس ٹوپی یا پگڑی نہ ہو تو وہ اپنے سر پر رومال یا کوئی اور کپڑا رکھ لیں۔ پرانے فقہا کا خیال ہے کہ ننگے سر نماز نہیں ہوتی۔ لیکن ہمارے ہاں مسائل کی بنیاد چونکہ احادیث پر ہے اور احادیث میں ایسی مثالیں ملتی ہیں کہ بعض صحابہؓ نے ننگے سر نماز پڑھی۔ اس لئے ہم اس تشدد کے قائل نہیں کہ ننگے سر نماز ہوتی ہی نہیں۔ ہمارے نزدیک اگر کسی کے پاس ٹوپی یا پگڑی نہ ہو اسی طرح سر ڈھانکنے کے لئے کوئی رومال وغیرہ بھی اس کے پاس نہ ہو۔ تو ننگے سر نماز پڑھی جا سکتی ہے لیکن ہر عالم چاہے وہ کتنا بڑا ہو بعض دفعہ مسائل میں دھوکا کھا جاتا ہے۔ اور بعض دفعہ ایجاد بندہ کہہ کر غلو تک بھی چلا جاتا ہے۔ حافظ روشن علی صاحب (اللہ تعالیٰ ان سے ہمیشہ راضی رہے) نے جب حدیث میں یہ پڑھا کہ بعض مواقع پر بعض صحابہؓ نے ننگے سر نماز پڑھی تو انہوں نے یہ پرچار کرنا شروع کر دیا کہ ننگے سر نماز پڑھنا نہ صرف جائز ہی نہیں بلکہ مستحسن امر ہے میں نے اس کے متعلق ان سے کئی دفعہ بحث کی۔ میں نے انہیں بتایا کہ جس زمانہ میں صحابہؓ ننگے سر نماز پڑھتے تھے اس زمانے میں کپڑے نہیں ملتے تھے۔ چنانچہ احادیث میں آتا ہے۔ کہ ایک جگہ کے مسلمانوں کو امام میسر نہ آیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لڑکے کو جو آٹھ نو سال کا تھا اور اسے بعض سورتیں یاد تھیں ان کا امام مقرر کر دیا۔ وہ لڑکا غریب تھا۔ اس کے پاس کرتہ تھا۔ پاجامہ نہیں تھا۔ کرتہ بھی کچھ اونچا تھا۔ اس لئے جب بھی وہ سجدے میں جاتا تھا۔ کرتہ اونچا ہو جاتا تھا اور وہ ننگا ہو جاتا تھا۔ عورتوں نے شور مچا دیا ارے مسلمانو تم چندہ کر کے اپنے امام کا ننگ تو ڈھانکو۔ اب اگر اس حدیث کو پڑھ کر کوئی شخص یہ کہنا شروع کر دے کہ امام کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ پاجامہ نہ پہنے صرف کرتہ پہنے اور کرتہ بھی اتنا چھوٹا ہو کر وہ سجدے میں جائے تو ننگا ہو جائے یہ درست نہیں ہوگا۔ بہرحال یورپین اثر کے نتیجے میں احتراماً سر ننگا رکھنے کی بدعت پیدا ہوئی۔ اور انگریزی حکومت کے دوران میں یہ مرض بڑھتی چلی گئی۔ حالانکہ دینی لحاظ سے یہ غلط طریق ہے۔ یہ بات درست ہے کہ دین ایسی کوئی پابندی نہیں لگاتا جو انسانی طاقت سے بڑھ کر ہو۔ لیکن جو بات انسانی طاقت میں ہو۔ اسے حقیقی عذر کے بغیر نظر انداز کرنا بھی درست نہیں ہو سکتا (دینی) طریق کار یہ ہے کہ ادب کے طور پر انسان اپنا سر ڈھانکے۔ قدرت ثانیہ کے مظہر اول (اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے) درس و تدریس کے دوران بعض اوقات پگڑی اتار دیتے تھے۔ لیکن اگر اس دوران میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ پر اپنی سلامتی نازل کرتا رہے) تشریف لے آتے تو آپ فوراً پگڑی اٹھا کر سر پر رکھ لیتے پس ایسے کاموں کے مواقع پر اگر کسی کے پاس ٹوپی یا پگڑی نہ ہو تو وہ سر پر رومال ہی باندھ لے اور جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو اس کے لئے کوئی پابندی نہیں اگر اس لڑکے کی طرح کسی کے پاس صرف کرتہ ہی ہو۔ پاجامہ نہ ہو تو اسے بغیر پاجامہ کے نماز پڑھنا جائز ہے۔ اسی طرح اگر کسی کے پاس ٹوپی یا پگڑی یا رومال نہ ہو تو وہ ننگے سر کھڑا ہو سکتا ہے۔ ساتھ والے اسے یا تو معذور سمجھیں گے یا چندہ کر کے ٹوپی یا پگڑی وغیرہ خرید دیں گے۔ جو کام انسانی طاقت سے بالا ہو (دین) اس کا حکم نہیں دیتا لیکن جس کام کی انسان میں طاقت ہو یا جس کا ازالہ آسانی سے کیا جا سکتا ہو۔ اس کا بعض دفعہ حکم دے دیتا ہے۔ اور بعض دفعہ کہہ دیتا ہے کہ اس پر عمل کرنا عمل نہ کرنے سے زیادہ بہتر ہے۔ اگر تم اس کے خلاف کرو گے تو تمہارا فعل آداب کے خلاف ہوگا۔ باقی رہا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا۔ میرے نزدیک ہاتھ چھوڑ کر کھڑا ہونا اس سے زیادہ آسان ہے میں اس پر بعد میں بھی غور کروں گا۔ اس لئے ابھی میں اس حصے کو لازمی قرار نہیں دیتا۔ گو جب تک مجوزہ طریق کو تبدیل نہ کیا جائے اس پر عمل کیا جائے گا۔ میں بعض فوجیوں سے بھی مشورہ کروں گا کہ سہولت کس صورت میں ہے۔ ہاتھ چھوڑ کر کھڑا ہونے میں یا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونے میں۔ اگر ہاتھ چھوڑ کر کھڑا ہونے میں سہولت ہوئی تو میں ہاتھ چھوڑ کر کھڑا ہونے کا فیصلہ کر دوں گا۔ ورنہ مجوزہ طریق کو جاری رکھنے کا فیصلہ کر دوں گا۔ اٹن شن کی پوزیشن دو تین منٹ تو برقرار رکھی جا سکتی ہے۔ اس سے زیادہ نہیں۔ کیونکہ اس پوزیشن میں جسم کو سخت رکھنا پڑتا ہے۔ لیکن "سٹینڈ ایٹ ایز" کی پوزیشن میں یہ مدنظر رکھا جاتا ہے۔ کہ انسان سیدھا کھڑا ہو اور اعصاب پر اس کا کوئی اثر نہ ہو۔ بہرحال میں اس کا فیصلہ بعد میں کروں گا۔ (فوجی احباب اس بارے میں مشورہ دیں۔ فوجی احباب سے مراد وہ احباب ہیں جو لڑنے والے فوجی ہیں ڈاکٹر وغیرہ نہیں)

دوسری بات میں لیکچراروں کے متعلق کہنا چاہتا ہوں عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ جلدی جلدی اور زور کے ساتھ بولا جائے تو تقریر زیادہ مؤثر ہوتی ہے حالانکہ یہ بات غلط ہے۔ نہ جلدی جلدی بولنا تقریر کے اندر اثر پیدا کرتا ہے۔ اور نہ زور سے بولنا تقریر کے اندر اثر پیدا کرتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب کوئی تقریر میں بے موقعہ زور سے بولتا ہے تو تقریر کا اثر کم ہو جاتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ گویا وہ گلے سے اوپر بول رہا ہے۔ دل سے نہیں بول رہا۔ اور بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے۔ کہ وہ پندرہ سولہ منٹ کے بعد ہی گویائی سے محروم ہو جاتا ہے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جب (حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) نے وہ لیکچر لکھا جو آریوں کی مجلس میں پڑھا گیا اور جس کے نتیجے میں چشمۂ معرفت کتاب لکھی گئی اس وقت مولوی عبدالکریم صاحب فوت ہو چکے تھے۔ ان جیسی آواز والا جماعت میں اور کوئی شخص موجود نہ تھا۔ اور یہ سوال درپیش تھا۔ کہ یہ تقریر کون پڑھے۔ تجویز یہ ہوئی کہ مقابلہ کر کے دیکھا جائے کہ کون شخص زیادہ موزوں ہے کہ اسے تقریر پڑھنے کے لئے کہا جائے۔ مختلف لوگوں نے وہ تقریر پڑھی۔ بڑے بڑے لوگوں میں سے قدرت ثانیہ کے مظہر اول، مرزا یعقوب بیگ صاحب اور شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب تھے۔ ان کے علاوہ اور لوگ بھی تھے۔ میری عمر اس وقت چھوٹی تھی۔ لیکن میں خیال کرتا تھا۔ (شائد یہ اندازہ اب موجودہ عمر کے لحاظ سے ہو) کہ اگر میں وہ تقریر پڑھتا تو غالباً اچھی طرح پڑھتا۔ لیکن (قدرت ثانیہ کے مظہر اول) کی آواز زیادہ بلند نہ تھی اگرچہ آہستہ آہستہ زور پکڑ کر وہ مؤثر ہو جایا کرتی تھی۔ لیکن وہ اس مقام پر نہیں پہنچتی تھی جہاں تقریر کرنے والا جوش کے ساتھ سامعین کو اپنے ساتھ بہائے جایا کرتا ہے یوں تقریر کے لحاظ سے آپ کی آواز میں بڑا اثر تھا۔ اور مضمون سامعین کے ذہن نشین ہو جاتا۔ اور ان کے دل کی گہرائیوں میں اتر جاتا تھا۔ مگر پڑھنے میں یہ طریق کامیاب نہیں ہوتا (قدرت ثانیہ کے مظہر اول) نے وہ مضمون تو پڑھا لیکن (حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) آپ کے پڑھنے کے طریق پر مطمئن نہ ہوئے۔ قدرت ثانیہ کے مظہر اول کے بعد مرزا یعقوب بیگ صاحب نے مضمون پڑھنا شروع کیا ان کی آواز باریک تھی۔ دوسرے وہ عربی سے ناواقف تھے۔ اور مضمون میں چونکہ اکثر قرآنی آیات تھیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے غلط پڑھنا شروع کر دیا۔ اور حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے فرمایا یہ بھی موزوں نہیں اس کے بعد شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی نے پڑھنا شروع کیا انہوں نے یہ خیال کیا کہ چونکہ پہلے دونوں کی آواز میں بلندی

باقی ص۶ کالم ۳ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات

نون ۔ سین

عظیم قدوائی

عظیم قدوائی ڈاکٹر عبدالسلام کے ساتھ ٹریسٹ میں ایک سال گزارنے کے بعد حال ہی میں واپس آئے ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ اس وقت سائنس اور ٹیکنالوجی کے متعلق جو نیا علم دنیا کو حاصل ہو رہا ہے اس کا اسّی فیصد مقالہ جات وغیرہ کی صورت میں آٹھ ترقی یافتہ ممالک سے ملتا ہے۔ امریکہ۔ جاپان۔ یوکے۔ فرانس۔ جرمنی۔ روس۔ کینیڈا اور اٹلی اور صرف ایک ترقی پذیر ملک یعنی ہندوستان باقی ۲۰ فیصد باقی ساری دنیا کا حصہ ہے اور پاکستان بھی اسی زمرے میں شامل ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ بڑی تشویشناک صورت ہے۔ اس وقت سائنس اور ٹیکنالوجی کا علم نہایت تیزی کے ساتھ پھیل رہا ہے اور اگر ہم اسی زمرے میں رہے جہاں ہم ہیں تو ہمارے لئے نہایت خطرے کا مقام ہے۔ ان کے خیال میں ترجیحات قائم کرنے کے لئے ایک بہت بڑی مہم چلانے کی ضرورت ہے تاکہ معاشرے کو نئی اقدار کے مطابق بدلا جا سکے اور اسے سائنسی اور تکنیکی معلومات مہیا کی جاسکیں۔ وہ کہتے ہیں کہ پاکستان کا سب سے کم عقل سیاستدان بھی یہ تو کہتا ہے کہ فی الوقت سائنس اور تکنیکی علم کی بہت زیادہ ضرورت ہے اور درحقیقت ہماری ترقی کا انحصار انہی دو باتوں پر ہے۔ لیکن اس بات سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ یہ سب زبانی کلامی باتیں ہیں اور انہیں عمل کے دائرہ کار میں کوئی شخص لانے کی کوشش نہیں کرتا۔

عظیم قدوائی کہتے ہیں کہ یورپ میں ایک سال کے قیام سے بہت سی باتوں کا احساس ہوا جو اگر وہ وہاں نہ جاتے تو کبھی ان کے سامنے اس رنگ میں نہ آتیں جس رنگ میں اب آئی ہیں۔ پہلی بات جس کا احساس ہوا وہ تو یہ ہے کہ سائنس اور ٹیکنالوجی کے بغیر اب گزارہ نہیں ہو سکتا۔ مغرب میں ہر جگہ پر روبوٹ کے ذریعہ چلائی جانے والی فیکٹریوں کی بہتات ہے۔ کہتے ہیں کہ آج سے تین سال پہلے میں نے یہ چیز جاپان میں دیکھی تھی۔ پاکستان کو بھی اسی راہ پر چلنا پڑے گا۔ اعلیٰ درجے کی ٹیکنالوجی صرف آدھی سائنس ہے اور آدھی ٹیکنالوجی اور یہ دوسروں تک پہنچائی نہیں جاسکتی صرف اعلیٰ سائنس کا علم تکنیکی علم کے ساتھ مل کر ہی ضروریات کو پورا کر سکتا ہے اس لئے سب سے ضروری بات یہ ہے کہ سائنس کے حصول علم کیلئے کوشش کی جائے۔

۱۹۶۰ء کے دہاکے میں جاپان سائنس کے بغیر کام کر سکتا تھا کیونکہ اس کا زیادہ تر انحصار ٹیکنالوجی پر تھا۔ اب اسے سائنس اور ٹیکنالوجی دونوں کی ضرورت ہے اور انہیں دونوں چیزوں نے اسے دنیا میں ایک بہت بلند مقام عطا کر دیا ہے۔ قدوائی صاحب یہ بھی کہتے ہیں کہ اب ہمارے پاس ضائع کرنے کے لئے کوئی وقت نہیں رہ گیا، ہمیں جلد از جلد سائنس اور تکنیکی علوم کو عروج پر پہنچا کر اپنے ملک کی ترقی کے سامان مہیا کرنے چاہئیں۔

برطانیہ کی ٹاسک فورس

برطانیہ کی وزیر اعظم مسز مارگریٹ تھیچر نے عالمی وزارتی کانفرنس کو بتایا ہے کہ برطانیہ نے ایک ٹاسک فورس قائم کی ہے جو دیگر ممالک "خصوصاً کم ترقی یافتہ"، کا دورہ کر کے انہیں ایسے پروگرام بنانے کی تراکیب سمجھائے گی۔ اور ان پر عمل درآمد کرنے کی تجاویز پیش کرے گی جن سے منشیات کی مانگ کم ہو سکے۔ یہ میٹنگ جہاں وزیر اعظم نے اعلان کیا تین دن تک جاری رہی اور اسے خطاب کرنے والوں میں ورچل ڈار کولمبیا کے صدر اور اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل جاوئیر پیریز ڈی کوئیار بھی شامل تھے۔ کل ۱۱۲ ممالک کے وزراء حکام اور ماہرین نے اس میں حصہ لیا۔ پاکستان بھی ان ممالک میں شامل تھا۔ ان سب ممالک کی یہ خواہش ہے کہ کوئی ایسی حکمت عملی اختیار کی جائے جس سے منشیات کا خطرہ کم کیا جا سکے۔ پاکستان کے وفد کی سربراہی وزیر داخلہ اعتزاز احسن نے کی۔ مسز تھیچر نے اپنی تقریر میں اس بات کی شدید مخالفت کی کہ منشیات کے استعمال کو قانونی حیثیت دے دی جانی چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ برطانیہ اس بات کا عہد کر چکا ہے کہ منشیات کو یکسر ختم کر کے دم لے گا۔ برطانیہ میں ایک نیا کسٹم یونٹ کھولا گیا ہے۔ جہاں پر بیرونی ممالک کو اس بات کی تربیت دی جائے گی کہ منشیات کے کاروبار سے کس طرح نبرد آزما ہوا جائے۔ ان منشیات میں کوکین بھی شامل ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ۲۲ ممالک کی طرف سے انہیں درخواستیں آچکی ہیں کہ اگلے سال ان کی مدد کی جائے۔ اس سلسلے میں ۲۱ ملین پاؤنڈ خرچ کئے جائیں گے اور ان کو آئندہ تین سالوں پر پھیلایا جائے گا۔ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل نے اپنے خطاب میں کولمبیا کی حکومت اور وہاں کے باشندوں کی تعریف کی کہ وہ منشیات کے کاروبار کے خلاف بہت بڑی جنگ لڑ رہے ہیں۔ کولمبیا کے صدر نے تقریر کرتے ہوئے لوگوں کی بہت زیادہ داد و تحسین وصول کی۔ انہوں نے کہا کہ میں آپ سے گذارش کروں گا کہ آپ اپنے دل و دماغ اور اپنی قوت ارادی کو اس بات کے لئے پوری طرح تیار کریں کہ ہم نے اس مجرمانہ تجارت کی مخالفت کرنی ہے۔

روس۔ لتھوانیہ // (کشمکش)

جب قومیں اپنی آزادی کے لئے سردھڑ کی بازی لگا دیتی ہیں تو کوئی چیز انہیں حصولِ آزادی سے دور نہیں رکھ سکتی۔ روس کا نام کتنا بڑا ہے۔ یہ ملک سپر پاور کہلاتا ہے اور ساری دنیا میں دو ہی سپر پاورز ہیں امریکہ اور روس۔ اور اس کے مقابلے میں لتھوانیہ ایک چھوٹی سی ریاست ہے۔ لیکن لتھوانیہ نے روس سے آزادی حاصل کرنے کا تہیہ کر لیا ہے اور گورباچوف کی بار بار کی تنبیہ کے باوجود وہ اپنی بات پر اڑے ہوئے ہیں۔ صدر میخائل گورباچوف نے کہا ہے کہ اگر لتھوانیہ نے اپنا آزادی کا اعلان واپس نہ لیا تو وہ لتھوانیہ کے خلاف اقتصادی پابندیاں لگائیں گے۔ جہاں تک لتھوانیہ کا تعلق ہے ان کے صدر نے کہا ہے کہ میخائل گورباچوف کو اس بات کا علم ہونا چاہیے کہ اگر وہ ہمارے لئے مشکلات پیدا کر سکتے ہیں تو ہم بھی روس کو بعض اشیاء فراہم نہ کر کے اس کے لئے مشکلات کا باعث بن سکتے ہیں۔ لتھوانیہ روس سے نیچرل گیس اور بعض دیگر کچا مواد حاصل کرتا ہے۔ اور روس کو بعض بنی بنائی چیزیں فراہم کرتا ہے۔ پہلے تو صدر نے کہا تھا کہ وہ میخائل گورباچوف کی دھمکی کو صرفِ نظر کر دیں گے لیکن اب انہوں نے یہ معاملہ ایسٹر کے بعد پارلیمنٹ میں پیش کرنے کا اعلان کیا ہے۔ مسٹر گورباچوف اور ان کے وزیرِ اعظم نکولائی زرخوف کے دستخطوں سے لتھوانیہ کو دو دنوں کا الٹی میٹم دیا گیا تھا۔ لیکن یہ الٹی میٹم ۱۱ مارچ کو ختم ہو گیا اور لتھوانیہ نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی۔ بات وہی ہے کہ جو قومیں اپنی آزادی کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دیتی ہیں۔ انہیں دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت بھی اس ہدف کو حاصل کرنے سے نہیں روک سکتی۔ یہی حال اس وقت لتھوانیہ کا ہے۔

مزید اسلحہ کی ضرورت

گذشتہ اتوار (۱۵ر اپریل) بتایا گیا کہ پاکستان مغربی ممالک سے جدید ترین اسلحہ خریدنے کی کوشش کر رہا ہے۔ پاکستان کو اس امر کی ضرورت اس لئے پیش آئی ہے کہ ہندوستان کا رویہ معاندانہ ہے اور اس خطے میں جو حالات ہیں وہ بھی اس کا تقاضا کرتے ہیں۔ ۱۹ اپریل کو دفاع کے وزیرِ مملکت کرنل (ریٹائرڈ) غلام سرور چیمہ سپین اور برطانیہ کے دورے پر تشریف لے گئے یورپ سے اس قسم کے اسلحہ کی خرید کا انتظام کرنا مقصد ہے جو ترجیحی طور پر نیٹو ممالک کو دیا جاتا ہے اور جس کا موازنہ امریکی اسلحہ سے کیا جاتا ہے۔ جب وزیرِ مملکت سے ایک اخبار نویس نے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ وہ اپنے اس دورے میں نہایت اہم شخصیات سے ملاقات کریں گے۔ اگرچہ انہوں نے ان ملاقاتوں کی تفاصیل سے آگاہ نہیں کیا۔ بلکہ انہوں نے کہا کہ میں خود نہیں جانتا کہ میں کیوں اس دورے پر جا رہا ہوں۔ جب مزید زور دے کر پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ پاکستان کو موجودہ حالات میں ہر موسم میں کام آنے والے ہتھیاروں کی ضرورت ہے

باقی ص ۶ کالم ۳ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ظفر اللہ خان طاہر

بچّوں کی تربیت

ربّ العالمین خدا نے اس دنیا کو رنگارنگ عالموں سے مزیّن فرمایا ہے اور ان میں سے ایک نہایت ہی خوبصورت اور اہم عالم بچوں کا ہے۔ یہ ننھی مخلوق دراصل جس قدر حسین اور حسن بخش ہے اسی قدر نرم و نازک بھی ہے۔ اسکی مثال ان ننھے منّے پودوں کی ہے۔ جن کو باغبان جدھر چاہے موڑ سکتا ہے۔ اور اگر باغبان بے پرواہ ہو تو اسکی یہ لاپرواہی ان پودوں کی جان کیلئے پیام اجل بھی ثابت ہو سکتی ہے۔

یہ بچے اس گوندھی ہوئی تیار مٹی کی طرح ہیں۔ جو جب ایک کاریگر کمہار کے ہاتھ میں آتی ہے۔ تو نہایت خوبصورت برتنوں اور گلدانوں میں ڈھل جاتی ہے۔ لیکن اگر ایک اناڑی اس مٹی کے ساتھ اٹھکیلیاں کرنے لگے تو وہی مٹی خشک ہو کر اپنے وقت کے بعد ناکارہ ہو جاتی ہے۔

اس لحاظ سے بچوں کی تربیت کا نہایت اہم مسئلہ ہے۔ کیونکہ آج کے بچے کل کے معمار ہونگے۔ آج کے یہ ننھے منّے پودے آئندہ کے تناور درخت ہوں گے۔

اس عالم کی تربیت کی طرف ہر زمانہ میں لوگوں کی توجہ منعطف رہی ہے۔ بانیانِ مذاہب اور مصلحین نے اس موضوع پر بطورِ خاص توجہ دی۔ علاوہ ازیں موجودہ دور میں بچوں کی نفسیات کے اوپر تحقیقات کی گئیں۔ ان کی تعمیر کردار کے متعلق ماہرین نے اپنی قیمتی آراء سے بچوں کے کفیل حضرات کو متمتع کیا ہے۔ اس موضوع کے اوپر کئی پہلوؤں سے لکھا جا سکتا ہے۔ تاہم اس وقت میرے سامنے ایک نہایت اہم کتاب "خیال کی طاقت" موجود ہے۔ یہ کتاب مشہور شخصیت مسٹر ایمل کوئے کے تجربات پر مشتمل ہے۔ مسٹر ایمل کوئے (۱۸۵۷ء ۔ ۱۹۲۶ء) ٹرائز میں پیدا ہوئے پیشے کے لحاظ سے کیمسٹ تھے ۱۹۱۰ء میں نینسی میں اپنا مطب کھولا اور نفسیاتی طریق علاج سے بہتوں کو شفا دی۔ ۱۹۲۲ء میں ان کی کتاب "خیال کی طاقت" انگلینڈ میں شائع ہوئی تو اسکی دھوم مچ گئی۔ اس کتاب میں ایمل کوئے نے دراصل یہ بتایا ہے کہ انسانی خیالات ایک نہایت قیمتی سرمایہ ہیں۔ اسکے ذریعہ بہت بڑے بڑے فوائد حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ یہ کتاب تو ایک تفصیلی کتاب ہے۔ اس وقت مجھے اس کا صرف وہ حصّہ بصورت اقتباس احباب کے سامنے رکھنا ہے۔ جو بچوں کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔

ایمل کوئے نے بچوں کی نفسیات کا نہایت گہرائی کے ساتھ مطالعہ کیا اور اسکے لئے نہایت عمدہ مشوروں سے نوازا ہے۔ اس کا پڑھنا احبابِ جماعت کیلئے دلچسپی کا موجب ہوگا۔

ایمل کوئے کے یہ اصول اور مشورے درحقیقت قرآنی اصولوں اور احادیث نبویہ کا خلاصہ ہے۔ جو یکجائی طور پر مشاہدہ فطرت کے بعد انہوں نے درج کیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں۔

"یہ بات خواہ خلافِ قیاس معلوم ہو مگر بچے کی تعلیم اسکی پیدائش سے پہلے شروع ہو جانی چاہیئے۔ اگر حمل کے چند ہفتے بعد عورت اپنے ہونیوالے بچے کی مطلوبہ جنس جسمانی اور ذہنی صلاحیتوں کی ایک ذہنی تصویر بنا لے۔ اور حمل کے دوران میں اس ذہنی تصویر کو خود پر حاوی رکھے تو پیدا ہونیوالا بچہ اسی جنس اور انہی صلاحیتوں کا حامل ہوگا۔

سپارٹا کی عورتیں صرف قوی ہیکل بچوں کو جنم دیتی تھیں۔ جو بڑے ہو کر زبردست جنگجو بنتے تھے ان عورتوں کو شدید تمنّا ہی ہوتی تھی۔ کہ ملک کیلئے ایسے بہادر فراہم کریں۔ اسکے برعکس ایتھنز کی مائیں ذہین بچے پیدا کرتی تھیں۔ جن کی ذہنی صلاحیتیں جسمانی خصوصیات سے سوگنا بڑھ کر ہوتی تھیں۔

جو بچہ اس طرح پیدا کیا جائے گا۔ وہ بڑی آمادگی سے اچھی تلقین کو قبول کر کے خود تلقینی میں بدل دے گا۔ جو بعد میں اس کی طرزِ زندگی پر اثر انداز ہوگی۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ ہمارے تمام الفاظ اور تمام اعمال بڑی حد تک مثال اور تقریری تلقین سے پیدا ہونے والی خود تلقینی کا نتیجہ ہوتے ہیں۔

بچوں سے معاملہ ہو تو ہمیشہ اپنا مزاج ہموار رکھیئے اور ان سے نرم مگر مضبوط لہجے میں بات کیجئے۔ ان طرح وہ فرماں بردار بن جائیں گے اور ان میں نافرمانی کی خفیف سی خواہش بھی پیدا نہیں ہوگی۔

اس سے بھی زیادہ ضروری یہ ہے کہ سختی اور بے رحمی سے پرہیز کیجئے۔

اکثر یہ ہوتا ہے کہ کسی کی غیر حاضری میں بلا ارادہ اسکے بخیے ادھیڑے جاتے ہیں۔ لازماً اس مہلک مثال کی تقلید کی جائے گی۔ اور بعد میں اس سے مصیبت پیدا ہو سکتی ہے۔

ان میں اشیا کی حکمت معلوم کرنے اور فطرت سے محبت کرنے کا جذبہ پیدا کیجئے اور ان میں دلچسپی پیدا کرنے کیلئے تمام ممکنہ وضاحتیں نہایت صاف، خوشگوار اور اچھے لہجے میں پیش کیجئے۔ ان کے تمام سوالوں کا جواب خوشگوار انداز میں دیجئے۔

"تم کتنا پریشان کرتے ہو۔ خاموش رہو بعد میں تم کو معلوم ہو جائے گا" ایسی باتیں کہہ کر ان کو رد کئے نہیں۔

کسی صورت میں بچے سے یہ نہ کہیئے "تم سست اور ناکارہ ہو" کیونکہ اس میں وہی عیب پیدا ہو جاتے ہیں۔ جن کا الزام آپ اس پر لگاتے ہیں۔ اگر کوئی بچہ سست ہے اور اپنا کام خراب کرتا ہے تو بھی آپ اُس سے یہ کہیئے۔۔۔۔۔۔"اب کی بار تمہارا کام پہلے سے بہتر ہے۔" "شاباش!"

بچہ اس خلافِ معمول تعریف سے خوش ہو کر لازماً اگلی مرتبہ بہتر کام کرے گا۔ اور اس جائز ہمت افزائی کی بدولت رفتہ رفتہ خوب محنتی بننے میں کامیاب ہو جائے گا۔

بچوں کے سامنے بیماری کے ذکر سے ہر قیمت پر پرہیز کیجئے۔ کیونکہ اس سے یقینی طور پر بُری خود تلقینی پیدا ہوگی اسکے برعکس اسکو سکھائیے کہ عام طور پر ہر شخص صحت مند ہوتا ہے۔ اور بیماری محض ایک بے ضابطگی اور پسپائی ہے۔ جس سے معتدل اور باقاعدہ زندگی گزار کر محفوظ رہا جا سکتا ہے۔

بچوں کو ایسی ویسی چیزوں، سردی گرمی، بارش اور آندھی وغیرہ سے ڈرا کر ان میں نقائص پیدا نہ کیجئے۔ انسان کو ان تبدیلیوں کو بلا تکلیف برداشت کرنے کیلئے پیدا کیا گیا ہے اور اسکو ناک بھوں چڑھائے بغیر اُن کو برداشت کرنا چاہیئے۔

بچوں کے ذہنوں میں ڈراؤنی قسم کی کہانیاں بھر کے ان کو اعصاب زدہ نہ بنایئے کیونکہ بچپن میں پیدا ہونے والی بزدلی کے بعد میں بھی قائم رہنے کا ہمیشہ خطرہ ہوتا ہے

جو لوگ اپنے بچوں کی پرورش خود نہیں کرتے۔ ان کے لئے ضروری ہے کہ ان لوگوں کا انتخاب بہت احتیاط سے کریں۔ جن کو بچے سپرد کرتے ہوں۔ ان سے محبت کرنا ہی کافی نہیں بلکہ ان میں وہ خوبیاں لازماً پیدا ہونی چاہئیں جن کا مالک آپ ان کو دیکھنا چاہتے ہیں

ان میں کام اور مطالعہ سے محبت پیدا کرنے کیلئے احتیاط کے ساتھ خوشگوار انداز میں سمجھا کر کام کو آسان بنائیے سمجھاتے وقت چند لطیفے بھی بیان کیجئے جن کی وجہ سے بچے میں اگلے سبق کا شوق پیدا ہوگا۔

سب سے بڑھ کر یہ بات ہے کہ ان کو احساس دلائیے کہ کام انسان کے لئے لازمی ہے اور جو شخص کوئی کام نہیں کرتا وہ نکما ہے۔ اور بیکار مخلوق ہے۔ جو شخص کام کرتا ہے اسکو صحت اور گہرا اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ اور بیکاری جسکی بعض لوگ خواہش رکھتے ہیں۔ کمزوری، اعصابی ضعف اور زندگی سے بیزاری پیدا کرتی ہے اور جو لوگ بیکاری سے پیدا ہونے والے جذبات کی تسکین کا سامان نہیں رکھتے وہ بدکاری اور جرم کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔

بچوں کو سکھائیے کہ وہ ہر ایک کے ساتھ نرمی اور ادب سے پیش آئیں خاص طور پر اُن سے جو قسمت کے اتفاق سے نچلے طبقوں میں پیدا ہوئے ہیں۔ بوڑھوں کا ادب کریں اور بڑھاپے کے باعث پیدا ہونے والے جسمانی اور اخلاقی نقائص کی ہنسی نہ اڑائیں۔

ان کو سکھلائیے۔ کہ وہ ذات پات کا امتیاز کئے بغیر تمام نوعِ انسانی سے محبت کریں۔ انسان کو ان لوگوں کی مدد کے لئے تیار رہنا چاہیئے جن کو مدد کی ضرورت ہو اور ضرورت مندوں پر مال و دولت خرچ کرنے سے گھبرانا نہیں چاہیئے۔ مختصر یہ کہ وہ اپنی نسبت دوسروں کا زیادہ خیال رکھیں۔

ان میں خود اعتمادی پیدا کیجئے۔ اور اُن کو سکھلائیے کہ کوئی کام کرنے سے پہلے اسکو عقل کی کسوٹی پر پرکھنا چاہیئے۔ اور جذباتی طور پر عمل کرنے سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ بات کو عقل پر جانچنے کے بعد کوئی فیصلہ کرنا چاہیئے۔ اور اس وقت تک اس پر قائم رہنا چاہیئے۔ جب تک تازہ حقائق آپ کی غلطی ثابت نہ کر دیں۔

سب سے بڑھ کر اُن کو یہ سکھلائیے کہ ہر شخص کو اس واضح نظریئے کے ساتھ عملی زندگی میں داخل ہونا چاہیئے کہ وہ ضرور کامیاب ہوگا۔ اور اس خیال کے زیرِ اثر وہ کامیاب ہو کر رہے گا۔ اسکی وجہ درحقیقت یہ نہیں۔ کہ وہ خاموشی کے ساتھ واقعات کے ظہور کا انتظار کرتا رہے گا بلکہ اس لیے کہ اس خیال سے متاثر ہو کر وہ

باقی صہ ۶ کالم ۴ پر

وصایا

ضروری نوٹ:۔
مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ (۱۵) یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں،

سیکرٹری
مجلس کارپرداز - ربوہ

مسل نمبر ۲۷۴۴۶:۔ MRS و A-E W/O ANDA پیشہ خانہ داری عمر ۴۵ سال بیعت 1/29 ۱ ساکن انڈونیشیا بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۳۰/۱/۸۹ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) دھان کا کھیت برقبہ ۱۲۵۰۰/ مربع میٹر مالیتی ۱۵٫۰۰۰٫۰۰۰ روپے (۲) زمین مالیتی ۱٫۰۰۰٫۰۰۰ روپے (۳) حق مہر ۷۵٫۰۰۰/ روپے میزان ۱۶۰۷۵٫۰۰۰/ روپے اس وقت مجھے مبلغ ۵۰٫۰۰۰/ روپے ماہوار بصورت تجارت مل رہے ہیں۔ اور مبلغ ۶۵۰٫۰۰۰/ روپے سالانہ آمد از جائیداد بالا ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ۔ MRS. A-E W/O ANDA. انڈونیشیا گواہ شد نمبر ۱- فضل محمد انڈونیشیا- گواہ شد نمبر ۲ AHMAD RASYIDI انڈونیشیا۔

مسل نمبر ۲۷۴۴۷:۔ MRS و SARYAMAH W/O DADANG SUMANTRI پیشہ خانہ داری عمر ۵۲ سال بیعت ۱۹۵۶ء ساکن انڈونیشیا بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۵/۱/۸۹ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ حق مہر ۵۰٫۰۰۰ روپے اس وقت مجھے مبلغ ۴۰٫۰۰۰/ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ۔ MRS SARYAMAH انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر ۱ AMIS-AMATUL MUJIB انڈونیشیا گواہ شد نمبر ۲- INA QURATUL AINS انڈونیشیا۔

مسل نمبر ۲۷۴۴۸:۔ میں احمد نذر ولد MANAZI پیشہ مزدوری عمر ۷۵ سال بیعت ۷/۸۸ ۲ ساکن انڈونیشیا بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۸/۱/۸۹ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ اس وقت کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۱۶٫۰۰۰/ روپے ماہوار بصورت مزدوری مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ احمد نذر ولد MANAZI انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر ۱- احمد نور الدین ولد محمد عیسیٰ انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر ۲- محمد طاہر ولد MANAZAD انڈونیشیا۔

حبوب مفید اطہرا
HABOOB-I-
MUFEED-I-ATTHRA
۲۰ گرام ۱۵/- روپے
۶۰ گرام ۴۵/- روپے
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) ربوہ

الفضل کی قدروقیمت کا اندازہ

حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو) نے فرمایا،

"آج لوگوں کے نزدیک الفضل کوئی قیمتی چیز نہیں۔ مگر وہ دن آرہے ہیں اور وہ زمانہ آنے والا ہے جب الفضل کی ایک جلد کی قیمت کئی ہزار روپیہ ہوگی۔ لیکن کوتاہ بین نگاہوں سے یہ بات ابھی پوشیدہ ہے۔"

(الفضل ۲۸ مارچ ۱۹۴۶ء)

بقیہ: از صفحہ ۴ سے آگے

ہم اپنے اردگرد نظر دوڑا کر حالات سے غافل نہیں ہوسکتے۔ سپین کے متعلق خاص طور پر انہوں نے کہا کہ مغربی یوروپین ممالک کے پاس ۵۸ ارب ڈالر رقم فالتو موجود ہے۔ اور یہ ممالک بہت سے ترقی پذیر ممالک کو اس رقم میں سے قرض دیتے ہیں پاکستان یہ قرض حاصل کرنے کی کیوں نہ کوشش کرے

بقیہ: صفحہ ۳ سے آگے

اور گمرنح نہیں تھی اس لئے (حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) نے ان کا طریق بیان پسند نہیں فرمایا۔ چنانچہ بڑے زور کے ساتھ گمرنح کی سی آواز میں پڑھنا شروع کیا مگر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی آواز جلد ہی بیٹھ گئی۔ اور (حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) نے فرمایا تشریف رکھیں۔ غرض مضمون کو آہستگی سے اور ایسے رنگ میں پڑھنا چاہیے کہ سامعین پڑھنے والے کی آواز میں سموئے جائیں جب تک سامعین پڑھنے والے کی آواز میں سموئے نہیں جاتے۔ اور جب تک ان کا پڑھنے والے کے ساتھ اشتراک نہیں پیدا ہوتا۔ اس وقت تک تقریر میں زور پیدا کرنا ان کو قریب آنے کی بجائے دور کرتا ہے۔ پھر تقریر کرنے والے کو اپنا مضمون اس طرح بیان کرنا چاہیے کہ اسے سارے مضمون کے سارے پہلو مدنظر ہوں۔ بعض دفعہ تقریر کرنے والا اپنا مضمون ایسے طور پر بیان کرتا ہے کہ وہ خیال کرتا ہے کہ اس کا طریق بیان درست ہے۔ لیکن جن شقوں کی وجہ سے وہ اسے واضح محسوس کرتا ہے وہ سامعین کو معلوم نہیں ہوتیں اس لئے اس کی تقریر بیکار ہو جاتی ہے۔ مثلاً آج ہی بعض مقررین نے کہا ہے کہ یہ بات تو واضح ہے لیکن یہ فقرہ وہاں کہا جاتا ہے جہاں تقریر کرنے والا کسی منطقی نکتے کی طرف پہلے اشارہ کر دیتا ہے مثلاً ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے اندر عقل اور سمجھ رکھی ہے پھر ہم کہتے ہیں یہ بات بالکل واضح ہے کہ جب ایک انسان کے سامنے کوئی غیر معقول بات پیش کی جائے گی تو وہ اسے ماننے کے لئے تیار نہیں ہوگا چونکہ ہم نے ایک ایسی بات پیش کی ہے جس کو دنیا کے سب لوگ جانتے ہیں اور پھر یہ بات پیش کی کہ اگر انسان کے سامنے کوئی غیر معقول بات رکھی جائے تو وہ اسے ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتا تو یہ بات بج جائے گی۔

بقیہ: صفحہ ۵ سے آگے

ایسا کام کرے گا۔ جو اسکو حقیقت کا روپ دینے کیلئے ضروری ہوگا۔

اسکو معلوم ہو جائے گا کہ مواقع سے کس طرح فائدہ اٹھانا چاہیئے اور واحد موقعے سے بھی، جو شاید زندگی میں ایک بار ملتا ہے جس شخص کو اپنے آپ پر اعتماد نہ ہو۔ اسے کبھی کامیابی حاصل نہیں ہوتی۔ کیونکہ اسکی تمام کوششوں کا مقصد ہی ناکام ہونا ہے ایسا آدمی خواہ مواقع کے سمندر میں تیرتا پھرے، وہ .... بے شمار مواقع فراہم ہونے پر بھی کسی کو اپنی گرفت میں نہیں لے سکے گا۔ اور ان اسباب کا تعین کرتا رہے گا۔ جو ناکامی کا باعث تھے جب کہ وہ شخص جس کے اندر کامیابی کا خیال جاگزیں ہو۔ لاشعوری طور پر ایسے مواقع خود پیدا کرتا ہے۔ جو اسے کامیابی سے ہمکنار کریں۔

سب سے بڑھ کر والدین اور اساتذہ کو مثال کے ذریعے بتانا چاہیئے۔ بچہ انتہائی طور پر اثر پذیر ہوتا ہے۔ جو کچھ وہ کرنا چاہتا ہے۔ اسے رونما ہونے دیجیئے، وہ خود ہی کرے گا۔"

ص ۵۸ تا ۶۱

("خیال کی طاقت" از ایمل کوئے مترجم وارث ہندی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

واقفینِ نو

شمع حفیظ بنت مکرم حفیظ احمد خان صاحب
دار الصدر شرقی ربوہ

عاطف محمود ابن مکرم خادم حسین صاحب
نصیر آباد ربوہ

فخر احمد ابن مکرم خادم حسین صاحب
دار الصدر شرقی ربوہ

طاہر احمد بٹ ابن مکرم عبد السلام صاحب بٹ
سمن آباد فیصل آباد

بلال احمد بٹ ابن مکرم نصیر احمد صاحب بٹ
سمن آباد فیصل آباد

مباہل احمد طاہر ابن مکرم منصور احمد صاحب انور
موہنی روڈ - لاہور

امین احمد فاروق ابن مکرم انیس احمد صاحب فاروق
مغربی جرمنی

زینب رقیب بنت مکرم چوہدری عباس احمد
صاحب ملھی محلہ دار الصدر غربی ربوہ

ہمایوں احمد نصیر ابن مکرم نصیر احمد صاحب کھوکھر
دار الصدر شرقی ربوہ

نعیم احمد طاہر ابن مکرم نسیم احمد طاہر صاحب
دار العلوم شرقی ربوہ

فوزیہ نگار بنت مکرم اطہر محمود صاحب
دار العلوم وسطی ربوہ

منصور مبشر ابن مکرم مبشر احمد صاحب
دار الشکر ربوہ

فوزیہ نگار بنت مکرم اطہر محمود صاحب
دار العلوم وسطی ربوہ

عمرانہ بسالت بنت رفیق احمد صاحب
کوارٹر نمبر ۲۰ دار الصدر شرقی - ربوہ

وقاص احمد ابن مکرم ناصر احمد صاحب
دار الفضل ربوہ

شہزاد احمد نصیر ابن مکرم نصیر احمد صاحب کھوکھر
دار الصدر شرقی ربوہ

عطیہ قیوم بنت مکرم عبد القیوم صاحب
دار الیمن شرقی ربوہ

مدیحہ طلعت بنت مکرم ناصر احمد صاحب
دار الصدر شرقی ربوہ

آپ کے گھروں میں یہ بچے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں۔ ان کا خیال رکھیے اور احسن طور پر تربیت کا فریضہ انجام دیجیے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کوئی بچہ بھی میٹرک سے کم تعلیم کا نہ ہو

(ارشادات حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث)

۱۔ ایک ایسی جماعت پیدا ہو جانی چاہیئے پاکستان میں جس کا اپنے AGE GROUP کے لحاظ سے کوئی بھی فرد ایسا نہیں جو میٹرک پاس نہیں ہے"۔

۲۔ "اس سے بھی اہم دعا یہ کریں اپنے رب سے کہ اَے خدا! مرزا ناصر احمد کی یہ خواہش ہے کہ اگلے سَو سال میں ایک ہزار انتہائی غیر معمولی ذہین سائنسدان جماعت احمدیہ کو ملے۔ تُو اس خواہش کو پورا کر"۔

تقریر جلسہ سالانہ ۲۷ دسمبر ۱۹۷۹ء

۳۔ "مَیں علم کی بڑی چوڑی بنیاد رکھنا چاہتا ہوں۔ وسعت کے لحاظ سے۔ جب تک وسعت نہیں ہو گی اس وقت تک رفعت بھی نہیں ہوگی۔ جتنا اونچا مینار لے کر جانا ہو اتنی مضبوط بنیاد رکھی جاتی ہے۔ ہر بچّے کو خواہ وہ تھرڈ ڈویژن میں پاس ہوتا ہے میٹرک پاس ہونا چاہیئے"۔

خطبہ جمعہ ۱۴ مارچ ۱۹۸۰ء

۴۔ "قرآن کریم کو سمجھنے کے لئے اور اس میں بیان کردہ حقائق پر غور کرنے کے لئے ہمارا ہر بچہ میٹرک ضرور پاس کرے"۔

خطبہ جمعہ مئی ۱۹۸۱ء

(مرسلہ مہتمم امُور طلبہ مجلس خُدّام الاحمدیہ۔ پاکستان)

صَدقات تقدیر کو بدل دیتے ہیں

فضل عمر ہسپتال کے نادار مریضوں کیلئے دعا کی تحریک

اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیئے گئے صَدقات غریبوں اور ضرورت مندوں کیلئے خرچ ہوتے ہیں۔ یہ صدقات اللہ تعالیٰ کے رحم اور فضل کو جذب کرتے ہیں اور کسی آنے والی مصیبت کو ٹال دیتے ہیں۔

فضل عمر ہسپتال کے نادار مریضوں کے لئے اپنے صَدقات ارسال فرما کر ثوابِ دارین حاصل کریں۔

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال۔ ربوہ)

فری ڈسپنسری

شیخ رحمت اللہ میموریل فری ڈسپنسری
نزد آخری سٹاپ سانده کلاں، افضال روڈ۔ لاہور

اوقات
شام ۵ تا ۹ بجے
جمعہ صبح ۹ تا ۱۲ بجے

خبریں

ملکی خبریں

○ پاکستان نے اقوام متحدہ میں افغان حکومت کی نمائندہ حیثیت کے بارے میں اختلاف کا اظہار کیا ہے۔ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی سے خطاب کرتے ہوئے پاکستان کے مندوب اشرف قریشی نے کہا کہ اقوام متحدہ میں افغانستان کی نشست پر نمائندگی کے بارے میں پاکستان کا مؤقف اسلامی کانفرنس تنظیم کے فیصلوں اور صورتحال کے مطابق حقائق پر مبنی ہے۔ پاکستان افغانستان کے بارے میں جنیوا سمجھوتے، اقوام متحدہ کے منشور اور غیر وابستہ تحریک کے عدم جارحیت کے اصول کا پابند ہے۔ اور ان پر کاربند رہے گا۔ انہوں نے افغانستان کے نمائندے کے بے بنیاد الزامات کو یہ کہہ کر مسترد کیا کہ پاکستان افغانستان اور ہندوستان کے داخلی معاملات میں مداخلت کر رہا ہے۔ بلجیئم کے نمائندے نے بھی پاکستان کے مؤقف کی تائید کی۔

○ پاکستان کے جہانگیر خان مغربی جرمنی میں یورپین اوپن سکواش چیمپئن شپ میں آسٹریلیا کے روڈنی مارٹن کو ۹-۱۵، ۵-۱۵، ۱۵-۱۲، ۱۲-۱۵ اور ۱۵-۸ سے ہرا کر سیمی فائنل میں پہنچ گئے ہیں۔ کوارٹر فائنل میں کرس رابرٹس نے پاکستان کے میر زمان گل کو ۱۵-۷، ۱۵-۱۲ اور ۱۵-۹ سے شکست دی۔

اگر دوست اپنے اپنے شعبہ کے متعلق ایسی معلومات فراہم کر سکیں جن سے جماعت کے نوجوانوں کو اپنے لئے ذریعہ معاش تلاش کرنے میں آسانی پیدا ہو یا مزید تعلیم حاصل کرنے کی خواہش پوری ہو سکے تو قارئین الفضل آپ کے ممنون ہوں گے۔
یہ معلومات دفتر الفضل کو مہیّا کی جائیں۔

۱۹۱۱ء میں سب سے پہلے
حبّ اٹھراء کو متعارف کرانے والا

مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)

٭ گوجرانوالہ فون ۴۸۴۴۷ ٭ ربوہ فون ۹۰۶
٭ قلعہ کالروالا ٭ ملتان ٭ کراچی

غیر ملکی خبریں

○ جاپان کے وزیراعظم مسٹر توشیکی کائفو نے پاکستان اور بھارت پر زور دیا ہے، کہ وہ کشمیر کے مسئلے پر صبر و ضبط کا مظاہرہ کریں۔ یہ بات انہوں نے نئی دہلی میں بھارت کے وزیراعظم وی پی سنگھ کے ساتھ مذاکرات کے دوران کہی۔ مسٹر توشیکی نے بھارت پر زور دیا کہ وہ پاکستان کے ساتھ کشیدگی کم کرنے کے سلسلے میں پہلے مرحلے کے طور پر ایٹمی ہتھیاروں کے پھیلاؤ میں کمی کرنے کے سمجھوتے پر عمل کرے۔ جاپانی وزیراعظم ایشیا کے پانچ ملکوں کے دورے پر ہیں۔ بھارت نے ۱۹۷۴ء میں ایٹمی دھماکہ کیا تھا۔ اسوقت سے وہ ایٹمی ہتھیاروں کے پھیلاؤ میں کمی کرنے سمجھوتہ پر دستخط کرنے سے انکار کرتا چلا آرہا ہے۔ سمجھوتے کے تحت پانچ ایٹمی طاقتوں کے سوا سمجھوتے پر دستخط کرنے والے تمام ملکوں پر ایٹمی ہتھیار تیار کرنے پر پابندی ہے۔

○ ایران کے چیف جسٹس نے مقبوضہ کشمیر کے مسلمانوں کے حقوق غصب کرنے پر بھارتی حکومت کے رویئے کی شدید مذمت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ بھارت کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اس نے کشمیر کے عوام کو حق خود ارادیت سے محروم کر کے دنیا بھر کے ایک ارب مسلمانوں میں غم و غصہ پیدا کر دیا ہے۔

پتہ